پاکستان میں بین الاقوامی سیرت کانفرنس
اور
میرے مشاہدات و تاثرات

(۶)

سعید احمد اکبر آبادی

پشاور سے روانگی ۱۱ر مارچ: مغرب کے بعد پونے آٹھ بجے ہم لوگ کراچی کے ارادہ سے ہوٹل سے روانہ ہوئے، ایرپورٹ پر ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب انتظار کرنا پڑا۔ مگر اس سے یہ فائدہ ہوا کہ بعض دیرینہ دوستوں سے ملاقات ہوگئی۔ ان میں ایک مسٹر شریف الحسن ہیں، یہ خالص دلی والے تھے نہایت ذہین اور صالح نوجوان تھے، میرے خواجہ تاش دوست ہیں کیوں کہ ہم دونوں سینٹ اسٹیفنس کالج میں پڑھتے تھے۔ جو میرے استاد تھے اُن کے بھی تھے، ایم۔اے میں میرا اُن کا مضمون ایک ہی تھا یعنی عربی، وہ مجھ سے جونیر تھے، دہلی یونیورسٹی کے ایم۔اے کے امتحان میں ہم دونوں نے فرسٹ کلاس حاصل کیا۔ تقسیم کے وقت ہی پاکستان چلے گئے، آج کل کسی وزارت میں سکریٹری ہیں، ان کا ہڈکوارٹر اسلام آباد ہے، پشاور کسی سیمینار میں شرکت کی غرض سے آئے تھے، اب اس وقت اسلام آباد واپس جارہے تھے یہاں اچانک ملاقات ہوئی تو ہم دونوں کو بڑی خوشی ہوئی، انھوں نے دو

دن کے لئے اسلام آباد آنے اور اُن کے ساتھ قیام کرنے کی دعوت دی، مگر میں نے کہا کہ وعدہ نہیں کر سکتا۔

دس بجے کے لگ بھگ جہاز روانہ ہوا، چونکہ یہ چارٹرڈ تھا اس لئے ہم سب لوگ ایک ہی جگہ تھے، ڈنر کا انتظام اسی میں تھا۔ جب اس سے فراغت ہوگئی تو مولانا کوثر صاحب نیازی جو اسی جہاز سے ہمارے ہم سفر تھے انھوں نے جہاز میں گھوم پھیر کر فرداً فرداً ہر شخص سے مل کر اُس کی خیریت پوچھی حکیم محمد سعید صاحب بھی نچلے نہیں بیٹھے، رواں دواں رہے، مولانا کوثر نیازی جب میرے پاس آئے تو خیریت طلبی اور مزاج پرسی کے بعد دریافت کیا کہ کانفرنس کے ختم ہونے کے بعد میرا پروگرام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: "بعض ضروری کاموں کی وجہ سے مجھ کو ہندوستان واپس جانے کی جلدی ہے تاہم کراچی اور لاہور میں میرے اعزا اقربا اور احباب کی بہت بڑی تعداد ہے، ان کو نظرانداز بھی نہیں کر سکتا، اس لئے ارادہ یہ ہے کہ اختتام کانفرنس کے بعد پانچ دن کراچی میں اور پانچ ہی دن لاہور میں قیام کروں گا! اور بس، اللہ اللہ خیر صلا۔ یہ سن کر مولانا اپنے خاص انداز گفتگو میں چمک کر بولے: "اور دو دن اپنے بھائی کے ساتھ اسلام آباد میں قیام نہ کیجئے گا۔؟ انھوں نے یہ جملہ اس کرم گسترانہ انداز میں کہا کہ میں انکار نہیں کر سکا اور بولا: "بہت بہتر ہے، میں قیام تو نہ کر سکوں گا، البتہ آپ سے الوداعی ملاقات کی غرض سے ایک دن کے لئے لاہور سے اسلام آباد بھی آؤں گا" مولانا نے فرمایا: "شکریہ! ہاں آپ اسلام آباد ضرور آئیے"

مولانا آگے بڑھے تھے کہ حکیم محمد سعید صاحب میرے پاس آکر بیٹھ گئے، اُن سے گلخپ ہوتی رہی، پونے بارہ بجے کا عمل ہوگا کہ کراچی کے آثار نظر آنے لگے، اب جہاز کی رفتار کے سست ہونے کے ساتھ دل کی حرکت تیز ہونے لگی اور آتش شوق مشتعل ہو کر دل و دماغ پر چھا گئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ میری منجھلی بیٹی مسعودہ، اُس کے شوہر ابوالمحمود سعید ان کے بچے اور میرا ایک بیٹا جنید احمد یہ سب کراچی میں تھے، بنگلہ دیش بننے سے پہلے یہ

سب لوگ مشرقی پاکستان میں تھے، وہاں ابوالمحمود سعید رحمٰن کو ہم سب لوگ مونا کہتے ہیں ایک کمپنی میں منیجنگ ڈائرکٹر تھے اور جنید بھی ایک بینک میں جونیئر آفیسر کی پوسٹ پر تھا، اللہ کے فضل و کرم سے ان کے پاس کیا نہیں تھا۔ زندگی بڑی عزت اور آرام سے بسر ہو رہی تھی کہ اچانک بنگلہ دیش کا ہنگامہ ہوا تو یہ سب کچھ وہاں چھوڑ چھاڑ اپنی جانیں سلامت لے کراچی پہنچ گئے، گویا ایک موجِ خون تھی جو ان کے سر سے گذر گئی، ایک سیلابِ بلا تھا جو ان کے کاشانۂ ہستی کو متزلزل کر گیا، مگر کون کس سے کہے؟ اور کیا کسی سے شکوہ کرے یہاں تو عالم یہ تھا:-

مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے — چمن اڑ گئے آندھیاں آتے آتے

کراچی میں ان لوگوں کے دو ڈھائی برس انتہائی پریشاں حالی میں گذرے۔ آخر خدا کا شکر ہے بڑی دوڑ دھوپ کے بعد مونا کو سوئٹزرلینڈ کی ایک مشہور کمپنی میں پروڈکشن منیجر کی بڑی اچھی جگہ مل گئی اور میرا لڑکا جنید بھی ایک کمپنی میں ملازم ہو گیا، بنگلہ دیش کے حادثہ کے بعد سے اب تک ان لوگوں کو نہیں دیکھا تھا، طبیعت سخت بے چین تھی، اب کراچی کے آثار نظر آئے تو یہی بے چینی اضطراب امید میں تبدیل ہو گئی۔

<u>کراچی</u> جہاز نے کراچی کی سرزمین پر قدم رکھا، ہم لوگ باہر آئے تو دیکھا کہ مندوبین کے استقبال کے لئے اہالیانِ کراچی کی ایک خاصی تعداد ایرپورٹ پر موجود تھی، انھیں لوگوں میں ایک طرف میرے چند دوستوں کی معیت میں مسعودہ، اس کے شوہر، بچے اور جنید کھڑے تھے، میں قریب آیا تو مسعودہ آگے بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ پانچ برس کے بعد خدا نے ان لوگوں کی شکلیں دکھائی تھیں اور اس مدت میں ایک قیامت ان کے سر پر سے گذر چکی تھی، اس لئے میرا دل بھر آیا۔ کچھ زیادہ گفتگو کا موقع نہیں تھا، کانفرنس کے ڈسپلن کے ماتحت فوراً بس میں جا کر بیٹھ گیا، مونا کے پاس اُن کی اپنی ذاتی کار تھی، اُن کو معلوم تھا کہ میرا قیام کس ہوٹل میں ہوگا۔ اس لئے ادھر ہی بس روانہ ہوئی

اور اُدھر مونا سب کے ساتھ اپنی کار میں الگ روانہ ہوئے اور ہم سے پہلے ہوٹل پہنچ گئے۔

مہران ہوٹل | کراچی کے ہوٹلوں میں بے حد ہجوم رہتا ہے، اس لئے مندوبین کو انٹرکونٹی نینٹل اور مہران دونوں درجۂ اول کے ہوٹل ہیں اور پاس پاس ہیں اُن میں تقسیم کر دیا گیا، میرا قیام مہران کے کمرہ نمبر ۱۰۱۱ میں ہوا ہوٹل پہنچتے پہنچتے ساڑھے بارہ ہو گئے تھے، مونا کا مکان ہوٹل سے قریب تھا اور اُن کے پاس کار بھی تھی۔ اس لئے سہولت یہ تھی کہ کانفرنس کے پروگرام کے دوران اگر ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی بھی فرصت ہوئی تو مونا کار لے کر آ گئے اور مجھے گھر لے گئے، لاہور میں یہ سہولت نہیں تھی۔ ایک بجے کے قریب کل صبح کی ملاقات کے وعدہ پر سب رخصت ہوئے اور میں پڑ کر سو گیا۔

صبح ناشتہ پر سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب ایڈیٹر معارف سے ملاقات ہوئی تو بڑی خوشی ہوئی کہ اُن کا قیام بھی اسی ہوٹل میں تھا، اس وقت سے کانفرنس کے ختم ہونے تک اکثر مواقع پر میرا اور اُن کا ساتھ رہا اور ہم مذاقی و ہم مشربی کے باعث یہ صحبتیں پُرلطف رہیں البتہ اب دل کو ایک آزار یہ لگ گیا ہے کہ انھیں دیکھتے ہی بے ساختہ شاہ صاحب (معین الدین احمد ندوی مرحوم) کی یاد تازہ ہوتی اور تڑپا جاتی ہے۔

کانفرنس | آج ۱۲ / مارچ نو بجے صبح سے کانفرنس کا انعقاد حبیب بنک پلازا کی نہایت شاندار عمارت کی بائیسویں منزل میں تھا۔ یہ بڑی پُرفضا اور دلکش منزل ہے، پورا کراچی شہر یہاں سے نظر آتا ہے وقت مقررہ پر ہم وہاں پہنچے تو ہال اگرچہ زیادہ بڑا نہیں ہے، بھرا ہوا تھا، آج کل پرنس آغا خان یہاں آئے ہوئے تھے۔ اجلاس اُن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد حسبِ معمول پہلے حکیم محمد سعید صاحب نے انگریزی میں مختصر افتتاحی تقریر کی، پرنس آغا خان نے ایک سنجیدہ اور معقول تقریر کی، انھوں نے کہا: اسلام خدا کا آخری پیغام ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا

والمرسلین تھے۔ اور قرآن کے بعد اب کوئی اور کتاب سماوی آنے والی نہیں ہے، اس بنا پر آج جدید تہذیب نے جو مسائل پیدا کر دیئے ہیں ہم کو ان کا حل قرآن اور سیرت مقدسہ کی روشنی میں ڈھونڈنا اور تلاش کرنا ہوگا۔ یہ کام بہت اہم اور ضروری ہے اور اسے جلد ہونا چاہیئے، حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں، وقت کا کاروان برق رفتاری سے آگے بڑھتا جا رہا ہے، اب ہمارے سامنے صرف دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ہم اپنے آپ کو موجوں کے حوالہ کر دیں اور دنیا جس روش پر چل رہی ہے ہم بھی آنکھیں بند کر کے اسی روش پر چل پڑیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہم خود اپنا ایک مقام پیدا کریں اور اس پر جم جائیں، اگر ہم نے پہلی صورت اختیار کی تو ہم خود بھی تباہ و برباد ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس تباہی سے نہیں بچا سکیں گے جو ایک الادینی اور خالص مادی تہذیب کا لازمی مقدر ہے، البتہ اگر ہم نے دوسری صورت اختیار کی اور جدید تہذیب کو ایک نیا اور روحانی موڑ دے دیا تو ہم خود بھی محفوظ اور صحیح سلامت رہیں گے اور انسانیت کی بھی ایک عظیم خدمت انجام دے سکیں گے جو خدا کی طرف سے عائد کردہ ہمارا فریضہ ہے"

مولانا کوثر نیازی کا مقالہ اس کے بعد مولانا کوثر نیازی کا پُر مغز اور مدلل مقالہ ہوا جو مبسوط و مفصل بھی تھا۔ مقالہ انگریزی، اردو اور عربی تینوں زبانوں میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن مولانا نے اسے عربی میں پڑھا۔ عنوان "پیغمبر انقلاب" تھا۔ اس میں پہلے اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف قوموں کے عموماً اور عرب کے جو اخلاقی، سماجی، مذہبی اور اقتصادی حالات و معاملات تھے ان سب کا وسیع النظری کے ساتھ تحلیلی اور تجزیاتی مطالعہ کیا گیا تھا، اس کے بعد یہ دکھایا گیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر ان حالات میں کیسا عظیم انقلاب پیدا کیا کہ زندگی کا کوئی ایک شعبہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ اسی انقلاب نے جو عالمگیر تھا اور ہمہ گیر بھی تاریخ اور فکر انسانی کو ایک نیا موڑ دیا، اس نے

ایک عجیب و غریب معاشرہ پیدا کیا جو عمل، اخلاق اور کردار کے اعتبار سے ایک مثالی معاشرہ تھا اور دوسری جانب اُس کے ذوقِ علم و تحقیق کا یہ عالم تھا کہ اُس نے انفس و آفاق اور کائناتِ عالم کے سربستہ رموز و اسرار کی گرہ کشائی کی، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ انقلاب پیدا کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح فکر و عمل کے لئے جو قدریں متعین کی ہیں وہ اس درجہ لازوال، ابدی اور حقیقی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لے کر اب تک پوری دنیا میں کوئی اصلاحی تحریک ایسی پیدا نہیں ہوئی جس پر اسلام کی چھاپ نہ ہو، مولانا نے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے متعدد اہم اور موثر دلائل پیش کئے اور آخر میں اپنا مقالہ The Glory of Mohammad مصنفہ سر فلپ گبر کے اس اقتباس پر ختم کیا۔

"اسلام جو بجا طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا دین ہے اُس نے انسانی تہذیب و تمدن اور اخلاقیات کے عروج و ترقی کے لئے جو کام کیا ہے وہ اُن تمام مذاہب کے کاموں سے زیادہ ہے جو تخلیقِ انسانی سے لے کر اب تک انسان کی روح کو گرماتے رہے ہیں۔"

غرض کہ پورا مقالہ بڑی دلچسپی اور توجہ سے سُنا گیا، جو حضرات عربی سے واقف نہیں تھے وہ انگریزی اور اُردو ترجمہ پڑھتے رہے، اس مقالہ پر یہ نشست ختم ہوگئی اور کافی کے لئے وقفہ ہوگیا، سب لوگ اس سے بھی اوپر کی منزل یعنی حبیب بنک پلازا کی ۲۳ ویں منزل میں جو آخری منزل ہے اُس میں چلے گئے، یہاں پہنچ کر مجھ کو نیویارک امریکہ کا اسکائی اسکریپر اور ٹوکیو (جاپان) کا گھومنے والا ٹاور یاد آگیا۔ میں نے ان دونوں کی سیر کی ہے اور اُس وقت جو لطف آیا تھا وہ اب تک یاد ہے، یہ کافی بہت پُر تکلف تھی مگر اپنی عادت کے مطابق مجھے صرف کافی کی ایک پیالی پر اکتفا کرنا پڑا، کیونکہ اب واسطہ پشاور کی توبہ شکن آب وہوا سے نہیں کراچی کی احتیاط طلب آب وہوا سے تھا دشتان بینہما۔

سید صباح الدین عبدالرحمن صاحب | سوا دس بجے دوسری نشست شروع ہوئی تو مقالات بہت تھے اور وقت بہت کم یعنی پونے دو گھنٹے، اس لئے متعدد مقالات جن کا پروگرام میں تذکرہ تھا بالکل نہیں پڑھے گئے اور جو پڑھے بھی گئے تو وہ ادھورے رہے، اسی نشست میں سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب کا مقالہ ہونا تھا اُس کا حشر بھی یہی ہوا۔ مقالہ اُردو میں اسلام کی رواداری پر کافی طویل اور مفصل تھا۔ مگر وقت صرف آٹھ منٹ دیا گیا تھا۔ اس لئے جب اُن کی باری آئی تو میرے مشورہ کے مطابق انھوں نے دو چار جملے نفس مقالہ کے متعلق کہے اور باقی وقت دارالمصنفین کے تعارف اور سیرتِ مقدسہ کے سلسلہ میں اُس کی خدمات کے تذکرہ پر صرف کر دیا، ڈاکٹر یوسف نجم الدین اور مسٹر مسرت حسین زبیری کے مختصر مقالات بھی اسی نشست میں ہوئے۔

دوسرے دن یعنی ۱۳ رمارچ کو کانفرنس کا انعقاد کوئٹہ بلوچستان میں ہونا تھا لیکن چوں کہ وہاں کا موسم خراب تھا اور غالباً اس لئے بھی کہ وہاں کے سیاسی حالات قابلِ اطمینان نہیں تھے۔ یہ پروگرام ملتوی ہوگیا، اس لئے اس دن کانفرنس کا کوئی جلسہ نہیں ہوا۔ البتہ سوشل پروگرام جاری رہا جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۱۴ رمارچ کو کانفرنس کا آخری اجلاس نو بجے حبیب بنک پلازا کی بلڈنگ ا ور ۲۲ ویں منزل پر پھر شروع ہوا اس میں سب سے اچھی، موثر اور ٹھوس تقریر مسٹر اے کے بروہی کی ہوئی، موصوف ہندوستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہ چکے ہیں اور اپنی لیاقت و قابلیت، وسعت مطالعہ، سنجیدگی فکر اور قانونی مہارت کے لئے مشہور و معروف ہیں، تقریر کا موضوع "پیغمبر اسلام کا پیغمبرانہ مشن" تھا۔ اسلوبِ بیان جدید اور ماڈرن ذہن کی استعداد فہم و ادراک کے مطابق تھا مگر سرچشمۂ فکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ اور علم الکلام تھا۔ سب حضرات اس سے کافی محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد کافی کا وقفہ ہوگیا، وقفہ کے اختتام پر دوسری نشست شروع ہوئی تو اُس میں حسب ذیل نا تمام مقالات

ہوئے: "طبی اخلاق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں" ڈاکٹر ڈیوڈ بیلگم (امریکہ) علم کی دو قسمیں: روح کے لئے مذہب اور جسم کے لئے طب " ڈاکٹر پینی لوپ جانسن (برطانیہ) "اسلامی قوانین کی ناقابل تغیر اور لچکدار نوعیت" جسٹس قدیر الدین احمد (پاکستان) "پیغمبر بے مثال" سید ہاشم رضا (پاکستان) " اسلام اور مذہبی رواداری" ڈاکٹر ایم۔ او۔ اے عبدل (نائجیریا) پیغمبر اسلام اور جدید دور کے جرائم کے معاملات و مسائل " مولانا ارشاد الحق تھانوی، " قرآن وسنت کا باہمی رشتہ" ڈاکٹر تنزیل الرحمن ایڈوکیٹ (پاکستان) "پیغمبر اسلام امن اور سلامتی کے قاصد کی حیثیت سے" مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (پاکستان) مفتی صاحب ضعف اور علالت کے باعث خود نہیں آسکے تھے، اُن کے فرزند ارجمند مولانا محمد تقی عثمانی نے یہ مقالہ عربی میں پڑھا، "پیغمبر اسلام موجودہ دور سائنس کے لئے ایک عہد آفرین شخصیت کی حیثیت سے" ڈاکٹر سید سبط نبی نقوی (پاکستان) "جاپان میں اسلام" ڈاکٹر عبد الکریم ساتو (جاپان) "مورشیس میں اسلام" مسٹر حسین د ا ہل (مورشیس) "پیغمبر اسلام اور تعلیم" ڈاکٹر محمد سلطان (سوڈان) " قرآن اور سائنس کی تعلیم" ڈاکٹر وارث علی ترمذی ۔

ڈیڑھ لاکھ ریال کے پانچ انعامات اب کانفرنس ختم ہوگئی تو اس موقع پر مکہ مکرمہ کے رابطۃ العالم الاسلامی کے سکریٹری شیخ محمد صالح القزاز نے اعلان کیا کہ رابطہ ڈیڑھ لاکھ ریال کے پانچ انعامات حسب ذیل ترتیب سے اُن لوگوں کو تقسیم کرے گا جن کے مقالات سیرت نبوی پر سب سے بہتر ثابت ہوں گے ۔

پہلا انعام : پچاس ہزار ریال
دوسرا انعام : چالیس ہزار ریال
تیسرا انعام : تیس ہزار ریال
چوتھا انعام : بیس ہزار ریال

پانچواں انعام : دس ہزار ریال۔

شرائط | ان انعامات کے شرائط مطلوبہ یہ ہیں :۔

(۱) بحث تاریخی حوادث و واقعات کے مرتب بیان کے ساتھ مکمل ہو (۲) جدید ہو، پہلے سے مطبوعہ نہ ہو، (۳) مقالہ نگار کو سیرتِ نبوی کے تمام مطبوعہ اور مخطوطہ مآخذ و مراجع کا حوالہ دینا چاہیئے جن پر مقالہ مبنی ہو (۴) مقالہ نگار کو اپنا پورا سوانحی خاکہ لکھنا چاہیئے (۵) مقالہ واضح اور روشن ٹائپ ہو، (۶) مقالہ کی زبان عربی ہوسکتی ہے اور اُس کے علاوہ کوئی اور زندہ زبان بھی۔ (۷) مقالات کے پہنچنے کی آخری تاریخ یکم محرم الحرام ۱۳۹۷ھ ہے، اس کے بعد کوئی مقالہ قبول نہیں کیا جاسکے گا، (۸) مقالات اس پتہ پر روانہ کئے جائیں: سکریٹری۔ رابطۃ العالم الاسلامی، مکہ مکرمہ۔ (۹) مقالات سربمہر ہونے ضروری ہیں۔

جج کمیٹی | ایک کمیٹی اِس کا فیصلہ کرے گی کہ انعام کا مستحق کون اور کس درجہ کا ہے، کمیٹی کے ارکان :۔

(۱) شیخ حسن عبد اللہ آل الشیخ وزیر تعلیم، مملکت سعودیہ

(۲) شیخ عبد اللہ بن حمید چیف جسٹس مملکتِ سعودیہ

(۳) شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز صدر مفتی مملکتِ سعودیہ

(۴) مولانا کوثر نیازی وزیر امور دینیہ و اوقاف حکومتِ پاکستان۔

(۵) شیخ ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شیخ الجامع الازہر۔

(۶) مولانا ابوالحسن الندوی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ،

(۷) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، پاکستان،

ترکی کا اعلان | اس موقع پر ترکی کے وزیر تعلیم نے اعلان کیا کہ آئندہ سال اُن کا ملک اسی نوع کی بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے منعقد کرنے کا شرف حاصل کرے گا۔

تجاویز | شام کو پانچ بجے انٹر کونٹی نینٹل ہوٹل میں مولانا کوثر نیازی کی صدارت میں منڈبین

کا ایک جلسہ ہوا جس کا مقصد اُن تجاویز پر غور کرنا تھا جو مختلف حضرات کی طرف سے وزارتِ اوقاف و امور مذہبی کو وصول ہوئی تھیں، یہ تجاویز مٹنے منہ اتنی باتیں کے مصداق بڑی کثرت سے تھیں۔ تاہم بعض تجاویز بہت اہم تھیں، مثلاً شیخ الجامع الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود کی تجویز: تمام اسلامی ممالک سے سفارش کی جائے کہ وہ اسلامی شریعت کا نفاذ کریں، باہم اسلامی اتحاد اور یگانگت پیدا کریں، سائنس اور ٹکنالوجی کی اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کریں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی فلم نہ بننے دیں، عربی زبان کی تعلیم کو عام کریں، بلجیم کے پروفیسر جان نیپرٹ (Prof: Jan Knappert) کی تجویز: اسلامک اسٹڈیز کی ایک کانگرس ہر سال منعقد ہو تو اس مضمون کے علما ایک دوسرے سے ہر سال مل کر استفادہ و افادہ کریں" یہ اور دوسری سب تجاویز جب پڑھ کر سنا دی گئیں تو ان پر کسی قسم کے بحث و مباحثہ کے بغیر مولانا کوثر نیازی کی تجویز کے مطابق یہ سب تجاویز ایک کمیٹی کے حوالہ کر دی گئیں اور مولانا کو اختیار دیا گیا کہ وہ کمیٹی کے فیصلوں کا اعلان کر دیں، اس کے بعد مولانا نے بحیثیت صدر مجلس کے چند اعلانات کئے جن میں ایک یہ اعلان بھی تھا کہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس کا مستقل سکرٹریٹ پاکستان میں قایم رہے گا، نیز یہ کہ کانفرنس میں جو مضامین پڑھے گئے ہیں وہ اور جو نہیں پڑھے جا سکے وہ بھی، سکرٹریٹ کی طرف سے عنقریب کتابی شکل میں شایع کئے جائیں گے، آخر میں امریکہ کے ڈاکٹر عبدالرؤف نے سب مندوبین کی طرف سے حکومت پاکستان اور ہمدرد فاؤنڈیشن مولانا کوثر نیازی اور حکیم محمد سعید صاحب کا پُرزور دلی شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس قدر اہم اور تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام و انتظام کیا اور مندوبین کی خاطر تواضع اور اُن کی راحت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس پر کانفرنس ختم ہو گئی،

کراچی میں سوشل پروگرام | کراچی پاکستان کا عظیم الشان اور نہایت وسیع شہر ہے اور یہ انھیں دنوں میں شہر میں جگہ جگہ عید میلاد النبی کے جلسے بڑے پیمانوں پر ہو رہے تھے، جلوس نکل رہے تھے

شہر میں چراغاں ہو رہا تھا، اس بنا پر ہماری کانفرنس کا سوشل پروگرام بھی بہت متنوع اور نہایت وسیع رہا۔ اس پروگرام کا آغاز ۱۲ / مارچ کو ایک نہایت پرتکلف لنچ سے ہوا۔ یہ لنچ مہران ہوٹل میں ہی علماء کی عوامی پارٹی کی طرف سے دیا گیا تھا، لنچ سے پہلے جناب قاری محمد الیاس صاحب نے تلاوتِ کلامِ پاک کی، پھر مولانا ارشاد الحق صاحب تھانوی نے انگریزی میں استقبالیہ تقریر کی، اُس کے جواب میں کویت کے شیخ یوسف الرفاعی نے مندوبین کی طرف سے شکریہ میں مختصر تقریر کی، پھر کھانا ہوا۔ قاری محمد الیاس صاحب اور اُن کے پورے خاندان سے میرے دیرینہ اور عزیزانہ تعلقات ہیں، انھیں تعلقات کی بنا پر انھوں نے مجھ سے اس وقت کہا کہ آج شب میں لیاقت آباد میں (جو مہاجرین کی ایک نہایت وسیع اور اہم بستی ہے) عید میلاد النبی کا مشہور و معروف جلسہ ہے جس میں ڈیڑھ دو لاکھ سے کم مردوں اور خواتین کا اجتماع نہیں ہوتا، اہل جلسہ کا اصرار ہے کہ آپ اس جلسہ میں ضرور آئیں اور تقریر کریں، میں نے ہامی بھرلی لیکن ہوا یہ کہ مغرب کے بعد مونا اور مسعودہ آگئے اور میں اُن کے ساتھ کار میں بیٹھ کر اُن کے گھر چلا گیا، وہاں کچھ اور مرد اور خواتین جو میرے اعزہ میں موجود تھے، اُن سے باتوں میں ایسا مشغول ہوا کہ وقت کی خبر ہی نہ رہی، آخر نو بجے کے قریب جب ہوٹل واپس آیا تو یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ جلسہ میں میری تقریر کا اعلان ہو چکا تھا اور قاری محمد الیاس دو مرتبہ کار لے کر ہوٹل آچکے تھے، اس ناگہانی وعدہ خلافی کی ندامت اور شرمندگی اب تک ہے۔ اللہ معاف فرمائے (باقی)

گزارش

خریداری بُرہان یا ندوۃ المصنفین کی ممبری کے سلسلے میں خط و کتابت کرتے وقت منی آرڈر کوپن پر برہان کی چیٹ نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔ تاکہ تعمیلِ ارشاد میں تاخیر نہ ہو اس وقت بے حد دشواری ہوتی ہے جب ایسے موقع پر آپ صرف نام لکھنے پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ اور بعض حضرات تو صرف دستخط ہی کافی خیال کرتے ہیں۔